رسائل و مسائل

حضرت یونسؑ کا مچھلی کے پیٹ میں رہنا

سوال: ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ تادمِ تحریر جواب سے محروم ہوں۔ آج تک جواب کے لیے چشم براہ ہوں۔ اشکال تھا تفہیم القرآن، سورہ الصافات کے حاشیہ ۸۱ پر کہ "اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مچھلی قیامت تک زندہ رہتی اور حضرت یونسؑ قیامت تک اس کے پیٹ میں زندہ رہتے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ قیامت تک اس مچھلی کا پیٹ ہی حضرت یونس علیہ السلام کی قبر بنا رہتا"۔ میرے اعتراضات و اشکالات درج ذیل ہیں:

۱۔ زندہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ یونس علیہ السلام کے رہنے پر کیا اعتراض ہے؟

۲۔ مُردہ یونس علیہ السلام کے لیے مچھلی کے پیٹ کا قبر بنے رہنا میرے نزدیک منشاء آیات الٰہی نہیں ہے۔

۳۔ کیا قدرت خدا سے یہ نہیں ہو سکتا کہ زندہ یونس علیہ السلام زندہ مچھلی کے پیٹ میں رہیں؟

۴۔ اب اگر قدرت خدا سے بعید ہے تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مُردہ یونس علیہ السلام اور مُردہ مچھلی گلنے سڑنے سے بھی محفوظ رہے اور دوسرے دریائی جانوروں سے بھی محفوظ رہے؟

۵۔ جبکہ یہ واقعہ ظہور پذیر ہی نہیں ہوا تو اس پر قیاسات کی کیا ضرورت ہے؟ اس کی وہی تفسیر صاف اور سیدھی کیوں نہ رہنے دی جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو مچھلی کے پیٹ سے ان کی توبہ کے پیش نظر نہ نکال لیتے تو ہمیشہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہتے؟

جواب: (ملک غلام علی) سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۴۴ کی جو تاویل تفہیم القرآن میں اختیار کی گئی ہے، عجیب بات ہے کہ آپ نے اُسے تو قیاسات پر مبنی قرار دیا ہے۔ لیکن آپ کے نزدیک جو تفسیر درست ہے اسے آپ نے صاف سیدھی اور قیاس سے مبرا سمجھا ہے۔ حالانکہ دونوں میں کسی نہ کسی حد تک ظن و قیاس کا دخل ہے اور مولانا مودودی نے جو مفہوم بیان کیا ہے وہ ایسا بھی نہیں ہے کہ پہلی مرتبہ انھوں ہی نے پیش کیا ہو، اور اس سے پہلے کسی نے یہ مطلب نہ لیا ہو۔ مولانا نے خود ہی ابن جریر کے حوالہ سے یہ تحریر کر دیا ہے کہ مشہور مفسر

قتادہ نے اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ قیامت تک اس مچھلی کا پیٹ حضرت یونسؑ کی قبر بنا رہتا۔

قرآن مجید میں جو بات فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر حضرت یونسؑ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو وہ یوم قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔ یہ جملہ شرطیہ ہے جس میں شرط کی تکمیل نہ ہو تو جواب شرط اور جزا کا وقوع لازم نہیں آتا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے گا کہ اگر حضرت یونسؑ اللہ کی پاکیزگی بیان نہ کرتے تو وہ صورتِ حال واقع ہوتی جو آگے بیان ہوئی ہے۔ لیکن سورۂ انبیاء میں اس امر کی صراحت اور یہاں بھی اشارہ موجود ہے کہ حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ اور سمندر کی تاریکیوں میں پکار کر:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ -

(نہیں ہے کوئی خدا مگر تو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں قصور وار ہوں۔)

اس لیے اس تسبیح و انابت کے بعد اللہ نے حضرت یونسؑ کو اس تکلیف سے نجات بخشی اور مچھلی نے انھیں زندہ ہی اگل دیا۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کی چنداں ضرورت نہیں رہتی کہ اگر یہ شرط پوری نہ ہوتی اور حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ سے زندہ و سلامت نہ نکل آتے تو ان پر قیامت تک کیا کیفیت گزرتی۔ قرآن و حدیث میں بھی کوئی بات اس ضمن میں ارشاد نہیں فرمائی گئی۔ تاہم علما و مفسرین نے اس معاملے میں بالکل سکوت اختیار نہیں کیا اور اس مسئلے پر اظہار خیال کیا ہے کہ حضرت یونسؑ کے مچھلی کے پیٹ ہی میں رہنے کا مدعا کیا ہو سکتا ہے؟ اس معاملہ میں بالعموم تین اقوال مروی ہیں، ایک یہ کہ مچھلی اور حضرت یونسؑ دونوں پر موت وارد ہوتی اور حضرت یونسؑ حشر کے روز مچھلی کے پیٹ سے دوبارہ اٹھائے جاتے، دوسرا یہ کہ مچھلی تو مر جاتی مگر حضرت یونسؑ اس کے پیٹ میں زندہ موجود رہتے۔ تیسرا یہ کہ حضرت یونسؑ اور مچھلی دونوں قیامت تک زندہ رہتے اور حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔ پہلا قول حضرت قتادہ تابعی کا ہے جو تفسیر ابن جریر، کشاف وغیرہ میں منقول ہے اور جسے مولانا مودودی نے قابل ترجیح سمجھا ہے۔ یہ قول متعدد دوسرے مفسرین کے ہاں بھی مذکور ہے۔ چند اقوال درج ذیل ہیں:

۱- امام ابن جوزی (المتوفی ۵۹۷) اپنی تفسیر زاد المسیر میں فرماتے ہیں:

لصار بطن الحوت له قبراً الی یوم القیامه

(... مچھلی کا پیٹ قیامت تک کے لیے ان کی قبر بن جاتا)

۲- امام فخر الدین رازی (المتوفی ۶۰۶ ہجری) اپنی تفسیر (مفاتیح الغیب) میں فرماتے ہیں:-

للبث فی بطن ذلك الحوت وكان بطنه قبراً له الی یوم البعث

(اگر حضرت یونسؑ تسبیح نہ کرتے تو اُس مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے اور اس کا پیٹ یوم حشر تک ان کی قبر بنا رہتا)۔

۳۔ علامہ علاؤ الدین الخازن (المتوفی ۷۲۵) اپنی تفسیر "لباب التاویل فی معانی التنزیل" میں اور امام ابو محمد البغوی (المتوفی ۵۱۶) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں دونوں اس آیت کی شرح میں فرماتے ہیں:

لصار بطن الحوت قبراً له إلیٰ یوم القیامه

(مچھلی کا پیٹ قیامت تک کے لیے حضرت یونسؑ کی قبر بن جاتا)

۴۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (المتوفی ۱۲۲۵) اپنی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

یعنی لمات فی بطنه وصار له قبراً

(یعنی اگر تسبیح نہ کرتے تو حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں فوت ہوتے اور وہ ان کی قبر بنتی)

۵۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اپنے تفسیری حواشی میں فرماتے ہیں:

"..... ورنہ قیامت تک اس کے پیٹ سے نکلنا ممکن نہ ہوتا اور مچھلی کی غذا بن جاتے۔"

۶۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اپنی تفسیر بیان القرآن میں فرماتے ہیں:

"مطلب یہ ہے کہ پیٹ سے نکلنا میسر نہ ہوتا بلکہ اسی کی غذا بنا دیے جاتے۔ پس اس مطلب پر اس کا اور اس کے بطن کا قیامت تک باقی رہنا لازم نہیں آتا۔"

۷۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی تفسیر ماجدی میں فرماتے ہیں:

"یعنی انھیں مچھلی کے پیٹ سے نکلنا نصیب نہ ہوتا اور وہ اسی کی غذا بنا دیے جاتے۔ یہ مطلب نہیں کہ مچھلی کا پیٹ قیامت تک محفوظ و سالم رہتا۔"

اب یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جو تشریح ان سب اقوال میں بیان ہوئی ہے اور یہ تقریباً وہی بات ہے جو مولانا مودودی نے لکھی ہے، اگر یہ تشریح و تفسیر صاف اور سیدھی نہیں ہے تو آپ کی اختیار کردہ تفسیر کیسے صاف، سیدھی اور قیاس سے خالی بن جاتی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ زندہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ یونس علیہ السلام کے رہنے پر کیا اعتراض ہے؟ عرض ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے تو اعتراض پیدا کر لینا زیادہ مشکل نہیں ہے۔ مثلاً کہا جا سکتا ہے کہ حضرت یونسؑ کا تسبیح نہ پڑھنا (یا ان کا اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے جانا) اتنی بڑی غلطی تو نہ ہو سکتی تھی کہ وہ

قیامت تک تاریکیوں میں محبوس و محصور کر دیے جاتے اور مچھلی کا کیا قصور تھا کہ ایک زندہ انسان اس کے بطن میں رکھ کر اسے بھی تاقیامت زندہ رکھا جاتا؟ پھر اگر دونوں کو یوم بعث ہی تک زندہ رکھا جانا تو ان پر موت واقع ہوتی یا نہ ہوتی اور ہوتی تو کب اور بعث سے کتنی دیر پہلے وارد ہوتی؟ آپ چاہیں تو ایسے اعتراضات کا کوئی نہ کوئی جواب دے سکتے ہیں مگر آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ کی پسندیدہ تاویل بھی اعتراضات و قیاسات سے بری نہیں ہے۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ کیا قدرتِ خدا یہ نہیں ہے کہ زندہ یونس علیہ السلام زندہ مچھلی کے پیٹ میں رہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قدرتِ خدا تو ہر شے اور ہر صورت پر حاوی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ آپ خود تو قدرتِ خدا کے حوالے سے ہر بات فرض کرتے چلے جائیں خواہ کتاب و سنت اس بارے میں ساکت ہوں اور دوسرا شخص اگر اس کے خلاف بات کہے اور وہ بھی قدرتِ خدا سے بعید نہ ہو تو آپ اسے قیاسات و مفروضات پر مبنی اور اَن ہونی قرار دے دیں۔ اسی طرح آپ کا یہ اعتراض بھی کچھ زیادہ وزن نہیں رکھتا کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ وفات یافتہ یونس علیہ السلام اور مُردہ مچھلی گلنے سڑنے اور دوسرے دریائی جانوروں سے محفوظ رہیں۔ اوّل تو مولانا مودودی نے جو تاویل حضرت قتادہ سے نقل کی ہے اس سے حضرت یونسؑ اور مچھلی کے جسدِ عنصری کا یکجا بجنسہٖ محفوظ ہونا لازم نہیں آتا بلکہ اس کا مفہوم فقط یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت یونسؑ کی وفات مچھلی کے پیٹ میں ہوتی اور قیامت کے روز مچھلی کے اجزائے منتشرہ کو جمع کر کے اس میں سے حضرت یونسؑ کو زندہ اٹھایا جاتا۔ دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سمندر کی تہہ میں کسی یخ بستہ منطقے میں حضرت یونسؑ اور مچھلی کے اجساد کو محفوظ فرما دیتا اور ان کو ہر تغیّر اور ہر دست بُرد سے بچا لیتا۔ اگر انھیں زندہ رکھ کر ہر گزند سے مامون کیا جا سکتا ہے تو موت دینے کے بعد کیوں نہیں کیا جا سکتا۔

میں نے اب تک جو خامہ فرسائی کی ہے محض اس لیے کی ہے کہ آپ جواب کی وصولی کے لیے سراپا انتظار بنے بیٹھے ہیں اور ایک عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ مسئلہ جوں کا توں آپ کے ذہن پر مستولی ہے، ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا اور میرے وقت کا اس سے بہتر مصرف ممکن تھا۔ میرے اس جواب کا ایک مقصد آپ جیسے سائلین و معترضین کے یہ ذہن نشین کرانا بھی ہے کہ مولانا مودودی کا مسلک و مشرب یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کے منصوص ارشادات اور اہل سنت کے متفق علیہا اور مجمع علیہ مسائل سے سرِمُو تجاوز و انحراف نہیں کرتے۔ جہاں تک غیر منصوص اور مختلف فیہ مسائل کا تعلق ہے اس میں بھی وہ تفرّد کی راہ اختیار کرنے کے بجائے

(باقی بر صفحہ ۴۸)